اب مرد واقعی بوڑھا نہیں ہوگا

تحریر: سہیل احمد لون

برطانیہ میں کینسر کی ایک ریسرچ لیبارٹری میں ایسی ویکسین دریافت کی گئی ہے جو کینسر کے لیے مفید تو ہوگی مگر اس کے ساتھ انسانی پٹھوں اور عضلات کو کمزور ہونے سے بھی روکے گی۔ بڑے نامی گرامی پہلوان اور سورمے بھی بڑھاپے کے آگے جھک گئے یا بڑھاپے نے ان کو جھکنے پر مجبور کر دیا۔ بڑھاپا جوانی پر غالب نہ آتا تو نظام زندگی کیسا ہوتا؟ کوئی کھلاڑی ریٹائرڈ نہ ہوتا، تادم مرگ سب اپنے کھیل میں مگن رہتے، اولڈ ہاؤس نہ بنتے، پنشنز ختم ہو جاتے، محتاجی کم ہو جاتی، آبادی کا تناسب مزید بڑھ جاتا......معاشرے کے ہر شعبے میں اس کے اثرات ہوتے اور معاشرے کو چلانے کے لیے کسی نئے نظام کی ضرورت پڑتی۔ بڑھاپے میں ہر جاندار کے پٹھے اور عضلات میں طاقت کم ہونا شروع ہو جاتی ہے جس کا گراف نیچے کی طرف ہی جاتا ہے یعنی بڑھاپا مہنگائی کی طرح ہے جو آ جائے تو جانے کا نام نہیں لیتا۔ برطانوی ریسرچ لیبارٹری کے مطابق اب ایسی دوا ایجاد ہونے کے قریب ہے جس کے استعمال سے پٹھوں اور عضلات میں کمزوری واقع نہیں ہوگی بلکہ بوڑھے بھی اس دوا کو استعمال کر کے اپنے پٹھوں اور عضلات میں جوانی کا کرنٹ دوبارہ محسوس کر سکیں گے۔ اس دوا کی تحقیق اور دریافت پر برطانیہ کو پاکستان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کیونکہ اس کا محرک پاکستان ہی ہے جہاں دیواروں پر اشتہار بازی عام سی بات ہے۔ اکثر دیواروں پر "کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل کریں" کے اشتہار نے برطانوی سائنسدانوں کو تحقیق کرنے پر مجبور کر دیا۔ ظاہر ہے یہ دوا اتنی مہنگی ہوگی کہ عام آدمی جو دو وقت کی روٹی کو ترستا ہو بھلا اسے کیسے خرید پائے گا۔ وطن عزیز کی بیچاری عوام جو کسی معجزاتی انقلاب کا خواب دیکھ رہے ہیں جو کسی مسیحا کے انتظار میں آنکھیں سجائے بیٹھے ہیں جو انہیں کرپٹ حکمرانوں سے نجات دلائے گا۔ عوام کا خون چوسنے والے بے حس حکمران جو معمولی سی بیماری کے لیے برطانیہ آتے ہیں سب سے زیادہ اس دوا کے خریدار تو یہی ہونگے۔ بڑھاپے میں تجربہ تو ہوگا ہی اگر توانائی بھی مل گئی تو عوام کا کیا حال کریں گے یہ نا قابلِ اشاعت ہے؟ ارتقائی عمل کے اس برق رفتار سفر میں نت نئی ایجادات ہوتی رہتی ہیں جس کا بنیادی مقصد انسانی زندگی کو بہتر اور بھرپور طریقے سے گزارنا ہے۔ کوئی بھی ایجاد یا دریافت تحقیق، مشاہدے اور ضرورت کی مرہون منت ہوتی ہے۔ امریکہ بھی "حسب ضرورت" کچھ نہ کچھ ایجاد یا دریافت کر کے اپنے بقاء کی جنگ لڑنے میں سرگرداں رہتا ہے۔ تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تو اسامہ بن لادن جیسے کئی "کھلونے" امریکہ نے خود دریافت کیے، ان سے اپنی مرضی کا کام لیا۔ جب منشاء پوری ہو گئی تو ان کو عبرت کا نشان بنا دیا۔ بھئی امریکہ کی مرضی کہ اپنے کھلونے یا آلہ کار سے جیسا بھی سلوک کرے۔ آخر موجد کو اتنا استثناء تو حاصل ہوتا ہے ناں......! کسی بھی ملک کا نظام ہو یا ادارے اس وقت تک مناسب طریق سے کام نہیں کر سکتے جب تک ملکی معیشت مضبوط نہ ہو۔ امریکہ کی سپر پاور کے غبارے سے جب بھی ہوا کم ہوئی پینٹا گون سے اضافی آکسیجن کا سلنڈر لگوا کر معیاد بڑھا لی گئی۔ معاشی بحران میں جب بڑے بڑے بنک اور کمپنیاں خسارے میں جا رہی تھیں پینٹا گون واحد ادارہ تھا جس نے امریکہ کو فائدہ پہنچایا۔ جو کام پینٹا گون میں ہوتا ہے وہ کوئی دوسرا ملک کرے تو دنیا کے امن و امان کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، دہشت گردی میں اضافے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ پینٹا گون

میں باسمتی چاول کی پیکنگ تو نہیں ہوتی ؟ 9/11 کے بعد امریکہ نے اتحادیوں کے ساتھ مل کر پہلے عراق پھر افغانستان چڑھائی کی۔ افغانستان سے قبل امریکی فوج دنیا کے کئی ممالک میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کر چکی ہے مگر ان کا کبھی اتنا جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ افغان جنگ میں تا حال 2123 امریکی، 443 برطانوی اور 632 دیگر اتحادی ممالک کے فوجی ہلاک ہو چکے ہیں۔ انسانی جان تو بہت قیمتی چیز ہوتی ہے مگر یہی جان اگر کسی امریکی کی ہو تو اور بھی انمول ہو جاتی ہے۔ افغان جنگ میں امریکی فوج کے جانی ضیاع نے امریکہ کے تحقیقی اداروں کو سر جوڑ کر بیٹھنے پر مجبور کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مستقبل میں جنگوں کے دوران ممکنہ جانی نقصان سے بچنے کے لیے امریکہ نے روبوٹ تیار کر لیا ہے۔ امریکی فوج نے گزشتہ ہفتے چار ٹانگوں والے روبوٹ کی باقاعدہ رونمائی بھی کی۔ بوسٹن ڈائنا مکس کا تیار کردہ الفا ڈاگ ایل ایس تھری چار ٹانگوں والے روبوٹ کی جدید ترین شکل ہے جسے افغانستان سمیت ان تمام ممالک میں استعمال کیا جائے گا جہاں امریکی فوج ٹانگیں پھنسائے ہوئے ہے۔ یہ روبوٹ پہاڑی، برفیلے، ریگستانی اور میدانی علاقوں میں یکساں مہارت کے ساتھ موثر کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بغیر چارجنگ کے یہ روبوٹ چار سو پاؤنڈ وزن اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔ یہ فوجی روبوٹ اولمپک چیمپئین بولٹ سے بھی زیادہ تیز بھاگ سکتا ہے۔ اسے باقاعدہ فوج میں شامل کرنے کے لیے جنگی تربیت دی جا رہی ہے۔ فوجی روبوٹ کی ٹریننگ میں سب سے حساس پہلو خودکش حملہ آور سے بچنا ہے۔ اس بارے میں سوچا جا رہا ہے کہ روبوٹ خودکش حملہ آور سے محفوظ بھی رہے اور امریکی فوج کو حملہ آور سے خبردار بھی کرے۔ گوشت پوست والے روبوٹ اور پٹ تو امریکہ نے پہلے ہی بہت پال رکھے ہیں جن کی وفاداری کی بیٹری ڈالروں سے چارج ہوتی رہتی ہے۔ انسان نما روبوٹ اپنے آقا کا ہر حکم بجا لانے میں کبھی تاخیر نہیں کرتے۔ ایک طرف انسانی جان کی پروا کا یہ عالم کہ انہیں بڑھاپے سے نجات دلانے کی ترکیبیں سوچی جا رہی ہیں، جنگ میں جانی نقصان سے بچنے کے لیے ڈرون، اور روبوٹ کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں مسلط شدہ جنگ میں گزشتہ آٹھ برسوں میں 3325 افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں جن میں اکثریت معصوم بچوں سمیت بے گناہ شہریوں کی ہے۔ کیا ان کی جان کی کوئی قیمت نہیں؟ 9/11 کے واقعہ کو بنیاد بنا کر جنگوں کا یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس میں ہلاکتوں کی تعداد 2297 تھی جو ڈرون حملوں میں مارے جانے والوں سے کم ہے۔ اب یہ بھی حقیقت کھل چکی ہے کہ ڈرون اٹیکس پاکستانی حکومت کی مرضی سے ہوتے ہیں اور ان حملوں کی تیاری کے لیے زمین بھی پاکستان کی استعمال کی جاتی ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی نظر میں اگر غریب عوام کی جان کی کوئی قیمت ہوتی تو بیرونی طاقتیں ایسا کرنے کی جرات کبھی نہ کرتیں۔ بڑھاپے سے نجات کی ویکسین تو دور کی بات ہماری ریسرچ کے ادارے تو ابھی تک ڈینگی کی ویکسین دریافت نہیں کر پائے۔ وطن عزیز میں بہت سے ایسے کام ہیں جنہیں کرنے سے غریب کی مشکلات میں کچھ کمی آ سکتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں جان کو سکون میں رکھنے کے لیے نت نئے تجربات کیے جاتے ہیں مگر ہمارے ہاں المیہ ہے کہ جان عذاب میں ڈالنے کے نئے طریقے دریافت کیے جاتے ہیں۔ بڑھاپے میں پنشن لینے کے لیے گھنٹوں قطاروں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے کچھ بزرگ تو قطار میں ہی دم گھٹنے سے دم توڑ گئے۔ بجلی، گیس، پانی، ٹیلیفون کے بل ادا کرنے کے لیے بھی خوار ہونا ایک معمول کی بات ہے۔ یوٹیلٹی سٹور کے باہر بھی انسانیت کی تذلیل ہر روز ہوتی ہے۔ ہر سال سیلاب کی تباہ کاریاں اور ڈینگی کی بدمعاشیاں عوام کا چین لوٹ لیتے ہیں مگر ان سے نبٹنے کا کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار نہیں کیا جاتا۔ وطن

عزیز میں اگر غریب آدمی کے شب وروز کا جائزہ لیا جائے تو جن حالات سے گزرنا پڑتا ہے ان میں تو بچپن سے سیدھا بڑھاپے میں قدم رکھ دیا جاتا ہے جوانی کا دور تو نظر ہی نہیں آتا۔ بڑھاپا دور کرنے والی دوا بہت دور کی بات ہے ہمارے حکمران غریب عوام کو جوانی میں قدم رکھنے دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔مہنگائی، لوڈشیڈنگ، بے روزگاری، ناانصافی نے تو عوام کی جان عذاب بنا ہی رکھی تھی اب ملک میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال میں جان بچانا مزید مشکل ہوگیا ہے۔عوام کو خطرہ ڈرون، ڈینگی، بلیک واٹر، فوجی روبوٹ یا کسی بھی دہشت گرد سے ہو ان کی جان و مال کی حفاظت ریاست کی اولین ذمہ داری ہے۔ کیونکہ جان ہے تو جہان ہے اور اُس جہان کی تو بات ہی کیا جہاں انسان نے ہمیشہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ زندہ رہنا ہے۔وہ طاقت جسمانی ہو یا معاشی۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

05-10-2012.

sohailloun@gmail.com